

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے } ایڈیٹرز
پادری غلام مسیح صاحب }
نیو منزل۔ وارث روڈ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے (امپیریس روڈ۔ لاہور) مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر صاحب ہونا چاہیے۔ اور مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں +

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء	نمبر ۴۳

قطعات حشمت

سایۂ تا بر سرم افگند مسیح سر دارے ۱ دیگر از ظلِ ہما نیست مرا پروائے
یا رمن مے رسد امروز کجا بنشانم بہر او غیر دل و دیدۂ نہ بینم جائے
دلبران گرچہ در آئین خلاف اند ہمہ لیک شکلِ تو نہ با مہر و کرم افزائے
واعظ آن جوش و خروشے کہ بہ منبر میکرد حاصلِ او چہ از ان گشت بجز مغوغائے
تو در آئینۂ دل عکسِ رخِ یار خود بینی ۲ ز خود بینیِ خود اے طالبِ بیدار گریستی
باوجِ آشیانِ معرفت بینی مقامِ خود ز دامِ نفس با ہمت گر اے شہبازِ دل جستی
نقر و ارد طرفہ راحت اندریں محنت سرا ۳ رنج برداری اگر در قیدِ سامان مثنوی
دل بامید وفا کاینک بدنیا مے نہی دیدہ و دانستہ اے حشمت چہ ناداں مثنوی

غزل

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ حشمت لودھیانوی)

خوش آں ماں کہ تو بودی انیس غمخوارے نبُود جز تو مرا با دگر سروکارے
دلا ز عافیت خود طمع مدار دگر فتادہ است چو امروز با مسیح کارے
شگفتہ است ز روز یکہ مہرِ رخسارت جہاں بچشمِ سیاہ است چوں شبِ تارے
شکستہ زیر حباب بے علاقہ باید رفت دگرنہ آب خورد کشتیِ گراں بارے
فتادہ ام بدرِ یار ناتواں امروز کہ ہست سایۂ گراں بر سرم چو دیوارے
درونِ ما چو برون است وہ چہ یک رنگم بسینہ خنجرِ غم دارم و بپا خارے

بجُستجوی وصالِ تو حشمت از سر دام چو مفلسے کہ بود گنج را طلبگارے

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

سیالکوٹ کی مسیحی جماعت نے حضرت والاتبار مفتی محمد صادق صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا جس کی قبولیت کا اشتہار آپ نے متعدد اخبارات میں شائع کرا دیا چنانچہ نور افشاں میں بھی چھپا۔ ۷-۸-۹ اکتوبر مناظرہ کی تاریخیں مقرر تھیں۔ ان تاریخوں پر جو کچھ ہوا۔ اُس کی مفصل کیفیت تو انجی محترم موسے خاں صاحب تمہ ناظرین کر چکے ہیں جن سے مجھے غائبانہ تعارف تو تھا۔ مگر شرفِ نیاز اسی تقریب پر ان کے سیالکوٹ تشریف لانے کی بدولت ہوا۔ لیکن مجھے مفتی صاحب کی ذاتِ خاص کی نسبت کچھ لکھنا مطلوب ہے۔

جناب مفتی صاحب قادیانیوں کے ایک مایۂ ناز و متبحر عالم تصور کئے جاتے ہیں۔ ان سے اس جماعت کو گہری عقیدت ہے۔ آپ ولایت میں تبلیغ اسلام کے لئے گئے اور صرف اسی وجہ سے ان کی شخصیت زیادہ باوقار سمجھی جاتی ہے انہیں ناز ہو کہ۔ مغرب سے ہو آئے ہیں۔ لیکن اُن کی علمی قابلیت بہت زیادہ نہیں مولوی محمد ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب علوم عربیہ سے محض نابلد ہیں یہاں تک کہ وہ عربی عبارت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مولوی نور الحسن صاحب امام و خطیب جامع مسجد سیالکوٹ اور مولوی محمد شاہ صاحب سیالکوٹی نے مفتی صاحب کی علوم دینی سے ناواقفیت کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا اور لکھا کہ یہ اسلام کے نمایندہ تصور نہ کئے جائیں۔ بلا سے احمدیت کے وکیل بنا کریں

ہم بھی حیران تھے کہ حضرت سلامت کس برتے پر پادری عبدالحق و مولانا سلطان محمد پال صاحبان کے مقابلہ میں آسکینگے۔ مگر جناب آپ آئے نہایت تزک واحتشام سے آئے اور مردانہ وار آئے۔ اُن عقیدتمندوں کی لام ڈوری ساتھ تھی جو اُن کے استقبال کے لئے وزیر آباد تک گئے ہوئے تھے آتے ہی اُنہوں نے اپنی ہی پیش کردہ شرائط مناظرہ ترمیم کی درخواست کی اور کہا کہ ہم نبوت میرزا پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مگر میرزا ابنیت سے تنزل نے اور نبوت میرزا کے عقیدہ کو چھپایا۔ مولانا سلطان محمد صاحب نے فرمایا۔ آپ مباحثہ کے لئے آئیں سہی ہم آپ کی خاطر اور اتمام حجت کے لئے نبوت میرزا کے مضمون کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب کو فکر ہوئی کہ جو وجہ فرار ڈھونڈھی تھی وہ کارگر نہ ہوئی۔ اب آپ نے ایک نیا عذر تراشا کہ مجھے مسٹر کنگس نے دعوت مناظرہ دی ہے۔ اُسے بلائیے اور یہ غلط فہمی پھیلانی شروع کی کہ مسٹر موصوف کہیں جا چھپا ہے۔ سیالکوٹ کی پبلک تو اس حقیقت آشنا ہو کہ یہ محض ایک عذر لنگ ہے جو اخفاءِ حقیقت کے لئے مفتی صاحب نے بنایا۔ مگر نور افشاں کے ناظرین کے لئے ضروری ہے کہ حقیقت اور بھی بے نقاب کر دی جائے۔

(۱) مسٹر کنگس سیالکوٹ میں تبلیغی و اشاعتی کام کے ذمہ دار ہیں۔ اُن کی حیثیت بجنسہ وہی ہے جو سکریٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کی ہے۔ دعوت مناظرہ میں اس امر کا نہایت وضاحت سے ذکر تھا کہ سیالکوٹ کی مسیحی جماعت نے مناظروں کا اہتمام کیا ہے اور چیلنج میں سے مراد تھا۔ دلالتاً یا اشارتاً غرض کسی طرح سے یہ استنباط نہ ہو سکتا تھا کہ مسٹر کنگس صاحب نے اپنے آپ کو مناظر کی حیثیت سے پیش کیا ہو۔

(۲) دعوتِ مناظرہ میں ایک اشتہار کے شائع ہونے کا بھی ذکر کیا گیا تھا چنانچہ وہ اشتہار بعد میں شائع ہُوا۔ اور اُس میں مناظرین کے نام بھی مشتہر کر دیئے گئے۔ اس صورت میں تو مفتی صاحب کا عذر اور بھی لا یعنی معلوم ہوتا ہو۔

(۳) سب کو معلوم ہے کہ مسٹر کنگس نہ مناظر ہیں اور نہ زبانِ اردو سے کما حقہ واقف۔ پس اُن سے مناظرے کی توقع رکھنی یا تو فراری ہے یا دفع الوقتی کی غرض سے۔

(۴) مفتی صاحب نے مناظرے کی دعوت اپنے نام پر قبول کی۔ اخبارات میں اس کا اعلان کیا۔ کنگس صاحب کے نام تار اور ایک خط بھیجا۔ جس میں لکھا کہ وہ بنفسِ نفیس سیالکوٹ میں مناظرے کے لئے آئینگے۔ یہاں آکر دوسروں کو پیش کرنا چاہا۔

(۵) مفتی صاحب بظاہر مناظرے کے لئے آمادہ ہوئے باہم شرائط مناظرہ کا تصفیہ کرنے بھی بیٹھے۔ اوّلاً اس بات پر ہرگز اصرار نہیں کیا کہ مسٹر کنگس کو مناظرے کے لئے پیش کیا جائے بلکہ یہی کہتے رہے کہ نبوت میرزا پر بحث نہ ہونی چاہیئے۔ مگر جب یہ شرط بھی مان لی گئی تو پھر مذکورہ عذر پیش کیا۔

(۶) گذشتہ سال بھی جماعت احمدیہ کو مسٹر کنگس نے ہی مسیحی جماعت کی طرف سے چیلنج دیا تھا اور اسی حیثیت سے فریقین کے مناظرین نے آکر ...... تین دن تک متواتر مناظرہ کیا۔ احمدیوں نے شکست فاش کھائی اور اپنا سا منہ لیکر چلتے بنے۔ لیکن کسی مردِ خدا نے یہ عذر نہ کیا کہ مسٹر کنگس نے دعوتِ مناظرہ دی ہے اسی کو بلایا جائے۔

امور متذکرہ بالا سے اظہر من الشمس ہو کہ مفتی صاحب نے اپنی عزت بحال رکھنے کے لئے یہ مناسب نہ سمجھا کہ تعلی کُھلے۔ کیونکہ اُن کی شان بس اسی وقت تک ہے جب تک کہ وہ چلمن میں چھپے بیٹھے ہیں۔

اس کے بعد اگر نہایت مختصر الفاظ میں خدا کے کلام کی شاندار خدمت کے اظہار کئے بغیر میں اس مضمون کو ختم کر دوں۔ تو یہ نہایت ناشکری ہو گی۔ سیالکوٹ کے مسلمانوں کی کامل ہمدردی عیسائیوں کے ساتھ تھی۔ اور مرزائیوں پر لعنت کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ پادری عبدالحق صاحب نے بائبل کلام اللہ اور فضیلت مسیح پر جولا جواب اور معرکۃ الآرا تقریریں کیں اُن سے مسیحی اور غیر مسیحی دونوں متاثر ہوئے۔ پادری سلطان محمد صاحب نے مظہریت پر ایک نہایت پُر زور اور عالمانہ تقریر کی۔ مخالفین کیف رجال میں مست تھے اور مخالفین دم بخود سب کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ اور سیالکوٹ میں اُن کی خداداد قابلیت، استعداد اور علمیت کی دھاک بیٹھ گئی۔ خداوند اقدس نے اپنے جلال کا اتم اور اکمل طریق پر اظہار کیا۔ اور اپنے حقیقی پرستاروں کو فتح مبین عطا فرما کر سرخرو کیا۔

خدا پادری عبدالحق صاحب کو عمر دراز اور صحت کامل عطا فرمائے۔ اور مولانا سلطان محمد کو جنہوں نے اپنی لاتعداد خوبیوں کے باعث مجھے اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ سلامت اور باکرامت رکھے۔

خواجہ غلام احمد۔

یادِ رفتگان

ناظرین نور افشاں کو نہایت رنج و غم کی خبر دی جاتی ہے کہ ہمارے بزرگ لالہ کنھیا لعل جو کہ ہندوؤں میں سے عیسائی تھے جنکی عمر اس وقت ۹۰ برس کی تھی ۱۲ اگست ۱۹۲۴ء کو اس جہان فانی سے رحلت فرما کر اپنے آسمانی باپ کی گود میں جا سوئے اور اُنہوں نے ۳۲ برس مشن میں رہ کر مسیحی خدمت کی اور اپنی پیاری بیوی اور ۴ بیٹوں کو اور ۳ بہوؤں کو اور پوتے پوتیوں کو اس دکھ بھری دنیا میں چھوڑا۔ ناظرین اس غمزدہ خاندان کے واسطے دعا فرمائیں کہ خدا باپ انکو تسلی بخشے۔

راقم۔ بیٹا رام۔ جوالاپور۔ ایس پی جی مشن ضلع سہارنپور

نور افشان

مطبوعہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء

حل الاشکال

اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام؟ یوحنا ۲

احمدی اور مرزائی اصحاب نے بلکہ دیگر اہل تخالف نے کلام اللہ کی آیت مذکورہ بالا کو بھی مسیحیت کے خلاف ایک اعتراض کی صورت بنایا ہو جس کی بنا پر وہ کہا کرتے ہیں کہ یسوع مسیح نے اپنی والدہ ماجدہ کی عزت نہیں کی تھی۔ اس سے حق کے متلاشیوں کو بہکا کر اپنے دام تزویر میں پھنسایا کرتے ہیں۔ پر ہم اس آیت کی بابت بھی کچھ عرض کر کے اس کے مطلب کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

۱۔ یاد رہے کہ اردو زبان کے الفاظ عورت مرد ایسے ہیں جو صرف افراد انسانی کی دو ذاتوں کے اظہار و بیان کے لئے وضع ہوئے ہیں۔ لفظ عورت انسان کے مؤنث افراد کے اظہار کے لئے آیا ہے۔ جو اسم جنس یا جمع کے معنے رکھتا ہو۔ ماں۔ بہن۔ بیوی۔ بیٹی اس کی فصلیں ہیں۔ جو صرف رشتوں کے نام ہیں۔ جملہ رشتوں کے نام جب تک ان کے ساتھ حرف ندا نہ لگایا جائے یا اسم صفت وغیرہ ان کی ابتدا یا ان کے آخر میں نہ لگایا جائے۔ تب تک ان سے کسی مرد و عورت کی نہ تو تعظیم ہوتی ہے نہ سو ادبی ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص الفاظ ماں باپ وغیرہ کا استعمال کرتا ہے تو اس سے اس کی مراد کسی سے اپنے رشتے کے ظاہر کرنے کی ہوتی ہے نہ ان کی عزت یا بےعزتی کی۔ پس ہماری زبان میں الفاظ عورت و مرد کو چھوڑ کر جو الفاظ انسانی رشتوں کو ظاہر کرتے ہیں وہ بھی دراصل عزت و بےعزتی کے خیال سے معرا ہیں اور کوئی آدمی مجبور نہیں کہ وہ ہر ایک موقع اور وقت پر بے ضرورت اپنے رشتوں کی منادی کرتا پھرے۔ پس اسماء ماں باپ۔ بھائی بہنیں۔ بیٹا بیٹی۔ جورو خصم وغیرہ ہرگز عزت و تعظیم کے مظہر نہیں۔ نہ عزت و تعظیم کے لئے وضع ہوئے ہیں۔ یہ صرف رشتوں کے نام ہیں جن سے عزت و بےعزتی کا کوئی تعلق نہیں ہو۔ دنیا بھر کے بنی آدم میں جس قدر باہمی ہتک و بےعزتی اور دنگا و فساد اور کشت و خون پایا جاتا ہے وہ سب باہمی رشتہ داروں میں ہی پایا جاتا ہے۔ غیروں کو کوئی نہیں پوچھتا ہے۔

۲۔ ایک یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک انسانی رشتہ کے نام کے سوا ہر ایک انسان کا اپنا نام بھی ہوتا ہے۔ رشتہ دار اکثر اپنے رشتہ داروں کو ان کا نام لیکر بلایا کرتے ہیں حتیٰ کہ بچے بھی اکثر اوقات اپنے والدین کا نام لیا کرتے ہیں پس کسی رشتہ دار کا اپنے دوسرے رشتہ دار کو نام لیکر پکارنا یا بلانا بھی بےعزتی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یسوع مسیح نے اپنی والدہ کو نہ تو نام لیکر نہ رشتے کے نام سے مخاطب کیا۔ پھر کیونکر کہ یسوع مسیح نے اپنی والدہ ماجدہ کی کیسے ہتک کی؟

۳۔ لفظ عورت اردو لفظ ہے۔ یسوع مسیح اردو نہیں بولتا تھا۔ اس کی اپنی زبان آرامی اور عبرانی تھی اس میں لفظ "ایشاہ" آیا ہے جسکی یونانی "گنائے" "گنے" آئی ہے۔ جس کا اردو میں ترجمہ عورت کیا گیا ہے۔ اب عبرانی و یونانی میں کسی کو اے عورت کہکر پکارنا ہرگز بےعزتی نہ تھی۔ پطرس نے سردار کاہن کی لونڈی کو اے عورت کہہ کر جواب دیا تھا۔ لوقا ۲۲:۵۷ حاضرین مجلس نے پطرس پر بےعزتی کرنے کا کوئی الزام نہ دیا۔ سامری عورت کو یسوع مسیح نے اے عورت کہہ کر جواب دیا۔ پر اس نے مطلق اپنی ہتک و بےعزتی کا وہم نہ کیا۔ خود حضرت مریم نے خداوند کے منہ سے "اے عورت" کا خطاب سنا پر آپ کو اس بات کا خیال بھی نہ ہوا کہ میرا لخت جگر میری ہتک کر رہا ہے۔ پھر خداوند نے صلیب پر سے بھی اپنی والدہ ماجدہ کو اپنے دشمنوں کے ہجوم میں بھی "اے عورت" کہہ کر ہی خطاب کیا۔ کسی دشمن نے بھی اس پر نکتہ چینی نہ کی۔ یوحنا ۱۹: ۲۶۔ ۲۷۔ پس ان مثالوں سے ثابت ہے کہ یسوع مسیح کا اپنی والدہ ماجدہ کو ایشاہ یا گنائے کہکر مخاطب کرنا نہ صرف ہتک و بےعزتی نہ تھا۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی عزت دینا تھا۔ اور کسی فرد انسانی کو خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث اسم عام کے ساتھ پکارنا لاریب اعلیٰ درجہ کی عزت ہو۔ اگر کسی فرد انسانی کو صیغہ واحد کی جگہ صیغہ جمع میں پکارنا یا مخاطب کرنا اظہار عزت ہو تو ایک فرد مؤنث انسانی کو اسم عام سے یا اسم ذات سے مخاطب کرنا ہر طرح سے اعلیٰ درجہ کی عزت ہے۔ جس میں بےعزتی کا خیال تک نہیں آ سکتا۔

۴۔ والدین کا ہرگز یہ ادب نہیں کہ بچے ان کو بڑے بڑے القاب و خطاب سے یاد کریں۔ مگر ان کے حقوق اور اپنے فرائض سے اجہل ہوں یا والدین کی ہر ایک بات کو نعوذ باللہ ماننا اور ان کی غلطیوں پر معترض نہ کریں۔ ہرگز ادب کا حصہ نہیں ہے۔ والدین کا ادب اس بات میں ہے کہ ان کے بچے ان کو دل سے پیار کریں۔ ان کی نیک و پاک تعلیم کے۔ ان کی نیک و پاک خصلت و سیرت کے پابند ہوں۔ ان کے دکھ سکھ میں ان کے رنج و راحت میں ان کے معاون ہوں یسوع مسیح سے بڑھکر اپنی والدہ ماجدہ کا خیال رکھنے والا اور نیک و پارسا فرزند کون ثابت ہو سکتا ہے۔ جس نے صلیبی دکھوں کے درمیان اپنی والدہ کو فراموش نہ کیا؟ اور ایسی پاک زندگی بسر کی کہ جس کی مثال نہیں ملسکتی؟ حضرت مریم کے لخت جگر

کا شمنی کون سی ماں دنیا میں پیش کر سکتی ہے؟ جسے اپنی زندگی سے زیادہ اپنی والدہ کی حفاظت و آرام کی زندگی کے آخری دم تک فکر رہی تھی؟

لاہور میں لیکچرس

اس ہفتہ میں فورمن کرسچن کالج لاہور میں ڈاکٹر میکنفی امریکن سیاح نے لاثانی کتاب پر۔ لاثانی شخصیت پر۔ لاثانی تجربہ پر۔ لاثانی مذہب پر نہایت عالمانہ و فاضلانہ لیکچر دیئے۔ خیالات کی وسعت و گہرائی انتہائی تھی بیان کی سادگی اور قوت سامعین کو بت بنانے والی تھی۔ ہر ایک جملہ اور لفظ میں روح کی کڑک اور بجلی کی چمک دمک کی نمایش تھی۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ لیکچر سامعین کے دل و دماغ میں دیرپا اثر چھوڑ گئے ہیں۔

ہمیں دو باتوں سے اتفاق نہیں

حضرت مسٹر نبھوں چوں نے گذشتہ نمبر میں تحقیق الاسلام کی اشاعت کی ضرورت کا بیان کرتے ہوئے ہمارے قابل فخر مولوی پادری عبدالحق صاحب کی بشارتی خدمات کی اہمیت کو ترچھی نگاہ سے دیکھا ہے ہمارے خیال میں درست نہیں۔ ہماری نظر میں پادری صاحب کی خدمات کم از کم ایسی ہی ضروری ہیں جیسی تحقیق الاسلام کی اشاعت۔ اس وجہ سے جیسے تحقیق الاسلام کی اشاعت میں روپیہ کا خرچ ضروری اور مسیحیت کی اشاعت کا لازمی حصہ ہو سکتا ہے ویسا ہی مولوی پادری عبدالحق صاحب کے بشارتی دورے اور ان کا خرچ مسیحیت کی اشاعت کا لازمی اور ضروری حصہ ہے۔ البتہ زیادہ سے زیادہ ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ مولوی پادری عبدالحق صاحب اور تحقیق الاسلام ہر ایک جگہ ساتھ ساتھ ہوں جہاں پادری عبدالحق صاحب کے لیکچر ہوں وہاں تحقیق الاسلام کی بھی اشاعت ہو۔ مگر پادری صاحب کے بشارتی سفروں کی ضرورت کو تحقیق الاسلام کی اشاعت کی ضرورت پر ہرگز قربان نہ کرنا چاہیے ٭

مزید براں ہمیں ایک اور بات سے بھی اختلاف ہے وہ بات مسٹر جلال الدین سیالکوٹی کے مضمون میں نکل چکی ہے۔ جو انہوں نے کنونشن پر لکھا تھا۔ آپ نے مولوی عبدالحق صاحب کے درس کا بیان کرتے ہوئے جو آپ نے سیالکوٹ کنونشن میں دیئے۔ آپ کی بابت بعض ایسے جملے استعمال کئے جو کسی نے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھے۔ پادری عبدالحق صاحب بفضل خدا جوان ہیں و قبل از وقت بوڑھے سنجیدہ طبیعت۔ مروقت رونی صورت۔ عاجزی و مسکینی میں آپ کو نہیں دکھا سکتے یہ تمام باتیں حالات و اسباب خارجی کے ماتحت وقت اور ضرورت اور جگہ کے تابع ہیں۔ مجالس میں جہاں سنجیدہ مزاج اصحاب ہوں سنجیدگی اچھی ہو پر زندہ دلی اور ظرافت بھی بری نہیں ہو۔ ہمیں ان سے وہ باتیں طلب کرنا چاہیے جو خداوند مسیح کے جوان اور سرگرم شاگرد سے پوری کی جا سکتی ہیں۔ ان کی خدمت کی نوعیت کا خیال کر کے ان سے ان باتوں کی توقع کرنا چاہیے جو ان کی خدمت میں حارج نہ ہوں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہم اپنے قابل فخر بھائی کی خدمت کی راہ کو دلشکن باتوں سے آگے کو نہ روکینگے

ایک کتاب کیلئے ۲۸ درخواستیں معرض تعمیل میں

اشاعت قریب کے کسی نمبر میں تحقیق الاسلام کی نو کاپیاں مفت دینے کی اس لئے خبر شائع کی گئی تھی۔ تاکہ ہمیں ایسے نو مسیحیوں کا علم ہو جائے جو اس کتاب کے شائق ہیں اور اسے خود پڑھ کر فائدہ اٹھا سکتے اور مسلم اور مسیحیوں کو سنا سکتے ہیں پر ایسے غریب ہیں کہ خود کتاب مذکور خرید نہیں سکتے۔ اس خبر کو پڑھ کر ہمارے پاس ۲۸ اصحاب نے کتاب کے لئے خطوط بھیجے ہیں۔ جن میں پادری اور مناد اور مدارس کے استاد اور عام مسیحی صاحبان ہیں جو مسلمانوں میں رہتے اور کام کرتے ہیں یہ صاحبان پنجاب کے۔ یوپی کے۔ سی پی کے حیدرآباد دکن کے۔ پونا وغیرہ کے رہنے والے ہیں حسب الوعدہ ہم نے پہلے نو درخواست کنندوں کے پاس تحقیق الاسلام کی نو کاپیاں روانہ کر دیں باقی ۱۹ درخواستیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جنکو فی الحال کتاب نہیں بھیجی جا سکتی۔ ہاں اگر کسی اہل توفیق مشنری نے یا کسی مسیحی جماعت نے یا کسی محبت بھرے مسیحی نے تحقیق الاسلام کے ان محروم طالبوں کی مدد کے لئے روپیہ بھیج دیا تو ان درخواست کنندوں کے پتہ پر کتابیں روانہ کر دینگے۔ ورنہ محروم بھائی ہمیں معذور سمجھیں ٭

دولت کا اچھا اور برا استعمال

(از قلم مسٹر نبھوں چوں)

گذشتہ سے پیوستہ

جس شخص نے صرف اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے دولت پیدا کی وہ بے شک نہایت ہی قابل تحسین ہو گر دوستو یہ یاد رکھو کہ نیک چلنی اور اخلاق حسنہ صرف دولت ہی سے حاصل نہیں ہوتے۔ بلکہ جس شخص کو ہمیشہ پیسہ ہی کی فکر لاحق رہتی ہو وہ کبھی نیک کاموں اور رفاہ عام میں روپیہ صرف نہیں کر سکتا۔ وہ درحقیقت ایسے موقعوں پر اپنے آپ کو بالکل مفلس اور فاقہ مست ظاہر کرتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ تونگری بدل است نہ بمال۔ وقت پر ایک کوڑی دے دینا اشرفی سے کہیں زیادہ قابل قدر ہے۔ ع

وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا

کیا آپ نے انجیل کی اس کنگال بیوہ کی تمثیل پڑھی ہے؟ جس نے دو دمڑیاں نذر کی تھیں۔ اور اس بیوہ کی نذر کے فلسفہ کی ماہیت پر تدبر و تفکر کیا ہو؟

یاد رکھو اس بخیل کی دولت و امارت کوئی فائدہ نہیں جس کے کیسہ میں تو تنکیاں کھنکھناتی ہیں مگر ہمت نہ ارد کی غربت اور امارت صرف دل پر موقوف ہے۔ ایک چالاک شکاری ایک تنگ منہ والے مٹکے میں کچھ تھوڑی سی



مٹھائی ڈالکر جنگل میں رکھ آیا۔ بندر نے اُسے دیکھا پاس جو آیا تو نکالنے کے لئے ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کر باہر نکالنا چاہتا تھا۔ لیکن نکلے تو کیونکر نکلے۔ مٹکے کا منہ نہیں چھیلتا۔ نہ بندر مٹھی کھولتے ہیں۔ اتنے میں شکاری آگیا اور بندر کو گرفتار کر لیا۔ ٹھیک یہی مثال اُن لوگوں پر صادق آتی ہے جو مال و دولت کی غلامی میں پھنس جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بڑا شکاری یعنی موت اُنہیں آدبوچتی ہے۔ یہ مثال قابل غور ہو۔ اگر ہم برابر اس امر کا خیال رکھیں کہ ہماری مثال اس بندر کی طرح نہ ہونے پائے تو ہم سینکڑوں بلاؤں سے بچ سکتے ہیں

دولت کی مختلف تعریفیں کی جاتی ہیں۔ بعض کچھ سمجھتے ہیں۔ بعض کچھ۔ لیکن غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہاں میں جتنے بڑے بڑے کام ہوتے ہیں۔ وہ کچھ دولت مندوں ہی سے نہیں ہوتے۔ قدیم و جدید تہذیب کے موسس۔ ادیان و ملل کے بانی مبانی۔ علوم و فنون کے ماہر اکثر غربا ہی تھے۔ اور بعض ایسے تھے کہ صرف مزدوری پر اُن کی بسر اوقات تھی۔

اپنی قوم میں معزز ہونے کی کوشش کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ لیکن صرف بگھی۔ گھوڑے۔ موٹر اور دوستوں سے سچی عزت حاصل نہیں ہوسکتی۔ نیک چلن غریب۔ بد چلن امیر سے لاکھ درجہ زیادہ معزز ہے۔ انسانی حیات مستعار کی علت غائی جسم دل و دماغ اور روح کی ترقی ہے۔ اور دولت بھی وہی مفید اور ضروری ہے جو ان صفات حمیدہ کی معاون و ممد ہو۔ دولت مند شخص بے شک اعلےٰ درجہ کی سوسائٹی میں داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہاں اس کی حقیقی عزت بھی ہو سینکڑوں ہزاری مل اور کروڑی مل ایسے ہیں جنکی عقلا میں کچھ بھی توقیر نہیں۔ وہ صرف ایک طرح کے خزانچی ہیں۔ اپنی قوم میں معزز ہونا۔ اُن کے دلوں کو تسخیر کرنا دولت کے علاوہ نیک چلنی۔ تجربہ کاری اور مفید اخلاق سے حاصل ہوتا ہے

فلسفۃ الافہام

فلسفہ اور اُس کا مفہوم

(مسلسل نمبر)

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل اینڈ ایل۔ ٹی۔ ایم۔ لدھیانہ)

ا۔ فلسفہ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب لفظ فلسفہ کی تعریف اور اُس کے استعمال و اطلاق کی تاریخ سے ملسکتا ہے۔

یہ لفظ دو یونانی الفاظ فائیلاس اور سوفیا سے مرکب ہے۔ فائیلاس محبت کو اور سوفیا عقل کو کہتے ہیں پس لفظ فلسفہ کے لفظی معنی محبت عقل یا دانش کے ہیں۔ اگرچہ اس لفظ کے لغوی معنی مبہم نہیں ہیں۔ لیکن تو بھی اس کے استعمال و اطلاق تاریخ پر بہت کچھ شک ہوسکتا ہے۔

عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ فلسفی کا لقب اول ہی اول فیثاغورث نے اختیار کیا اور اس کا استعمال کیا اور اس رائے کا خاص شاہد سسرو ہے جس نے یہ خبر ہیرک لائیڈیز سے پائی تھی اور جینیز لارشی اس بھی ہیرک لائیٹ یز کی سند پر بتاتا ہے کہ اس لفظ کو سب سے پہلے استعمال کرنے والا فیثاغورث تھا۔ لیکن ہیرک لائیٹ یز کی سند بالکل غیر معتبر ہے۔ کیونکہ اس کی اور بھی کئی باتیں غلط پائی گئی ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ اس لفظ کا استعمال اول ہی اول سقراط نے کیا۔ کیونکہ اس کی تمام عمر سوفسطائیوں سے مجادلہ کرنے میں گذری۔ اس لئے اسکو طبعاً اس بات کی طرف میلان ہوا کہ اپنے آپ کو اُن سے متمیز کرے اور لفظ فلاسفر (محبِ عقل) کے علاوہ کوئی اور ایسا لفظ ملنا ممکن نہ تھا جو اُن کے غرور اور تکلف کو نیچا دکھائے یا اُن کے پُرعجب لقب سوفسطائی (عاقل) کے قطعی متضاد ہو۔ اس لئے غالباً سقراط نے اُنکو چڑانے کے لئے اپنا لقب فلاسوفاس (طالب عقل) رکھا۔ سوفسطائی* قدرت کے نہایت پیچیدہ سوال حل کرنے کی فکر میں مشغول تھے۔ چونکہ اُن کی کوششوں سے کچھ فائدہ مترتب نہ ہوا۔ اس لئے سقراط نے اپنے نفس ناطقہ کے علم کی طرف توجہ کی۔ اور اُن کے مغرور لقب سوفاس (دانشمند) کو ترک کر کے لفظ فلاسوفاس (طالب دانش) کو اختیار کیا۔ پس جب یہ کہا جائے کہ سقراط نے فلسفہ کو بادلوں سے کھینچ کر زمین پر اُتارا تو اس سے یہ مراد ہوگی کہ اُس نے سوفسطائیوں کے بعید اور پیچیدہ اشغال کو چھوڑ کر اپنے اندرونی نفس ناطقہ کی طرف توجہ کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ الفاظ فلاسوفیا اور فلاسوفاس پہلے پہل شاگردان سقراط کی تصانیف میں استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن ہیراڈوٹس کہتا ہے کہ فعل فلاز وفین کے معنی علم کی تحصیل کے لئے سفر کرنا اس لئے ممکن ہے کہ سقراط سے بھی پہلے لفظ فلسفی کا استعمال اُن اشخاص کے لئے کیا جاتا ہو جو اعلیٰ علوم کی تلاش میں رہتے تھے۔ لیکن اغلب معلوم ہوتا ہے کہ سقراط نے اس لفظ کا استعمال عالم علم کے معنی میں کیا خصوصاً اس علم کے معنے میں جس میں موجودات کے اسباب اور اصولوں کی بحث ہوتی ہے۔

ب۔ فلسفہ کا مفہوم کیا ہے؟ متقدمین اور متاخرین فلسفیوں نے لفظ فلسفہ کی تعریف مختلف طور سے کی ہے۔ لیکن یہ تمام تعریفات مُبہم۔ جزوی یا ناکافی ہیں۔ جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فی الحقیقت اس لفظ کی کامل تعریف کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص مختلف اعتبارات سے اس کی تعریف کرتا ہے۔

* نوٹ۔ سوفسطائی حکماء کا ایک گروہ ہو جنکے اعتقاد کی بنیاد وہم پر ہے اور حقائق کو نہیں مانتے۔ منہ۔

بعض فقط نظری سمجھکر اور بعض عملی۔ اس لئے اس لفظ کی تعریف کرنے کے بجائے اس کی توضیح کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ یعنی یہ بیان کرنا کہ فلسفہ سے کیا مطلب ہے اور کون سے علوم اس میں داخل ہیں؟

یونانی فلسفیوں نے اس لفظ کی تعریف مختلف طریق سے کی ہے اور ان میں سے مندرجہ ذیل مشہور ہیں:۔

(۱) فلسفہ اشیائے موجودہ کا علم ہے بہ اعتبار ان کے موجود ہونے کے۔ **فیثاغورث** (۲) فلسفہ علم لاہوت وناسوت ہے۔ **فیثاغورث** (بہ اعتبار مضمون وموضوع) (۳) فلسفہ علم موت ہے۔ **افلاطون** (۴) فلسفہ علم خدا تعالیٰ ہے۔ بقدر طاقت بشری۔ یا خدا تعالےٰ سے بقدر طاقت بشری تشبیہ پیدا کرنے کا علم ہے (۱۱) (بہ اعتبار غایت ومدعا) (۵) ہنروں کا ہنر اور علموں کا علم۔ **ارسطاطالیس** بہ اعتبار فضیلت (۵)۔ فلسفہ محبت عقل کا نام ہے۔ **فیثاغورث**۔ بہ اعتبار اصل معنی (۷) فلسفہ دوائے روح ہے۔ **فرقہ فیثاغورثی اطبا**۔ (۸) فلسفہ اصل سرود ہے۔ **افلاطون**۔

یہ ایک تاریخی امر ہے کہ زمانہ قدیم میں یونان کے حکماء نے فلسفہ کی مندرجہ بالا آٹھ بڑی بڑی تعریفات کی ہیں اور ان تعریفات پر مختلف کتابیں تصنیف ہو کر یونانیوں میں مروج رہیں۔

شارحین ارسطاطالیس میں سے ایمونی اس جرمی کا رسالہ سب سے قدیم ہے۔ لیکن سب سے زیادہ مکمل وہ رسالہ ہے جس کو ڈاکٹر کرسیپس نے مشتہر کیا ہے۔ مگر اس کے اصل مصنف کا نام معلوم نہیں۔

ان تعریفات میں سے اول و دوم بہ لحاظ اس کے موضوع کے ہیں۔ سوم وچہارم بہ لحاظ اس کی غایت کے۔ پنجم بہ لحاظ اضافی فضیلت کے اور ششم بہ لحاظ اس کی اصل کے۔

فلسفہ کی ان تعریفات میں سے پہلے یہ ہے فلسفہ علم اشیائے موجودہ ہے۔ بہ لحاظ ان کے موجود ہونے کے۔ دوسری یہ ہے کہ فلسفہ علم اشیائے لاہوتی وناسوتی ہے۔ یہ دونوں تعریفات بلحاظ فلسفہ کے موضوع کے ہیں۔ اور فیثاغورث سے منسوب کی جاتی ہیں۔ تیسری اور چوتھی تعریفات بہ لحاظ فلسفہ کی غایت کے ہیں اور دونوں افلاطون سے لی گئی ہیں۔ تیسری یہ ہے کہ فلسفہ موت کا تفکر ہے۔ چوتھی یہ ہے کہ فلسفہ خدا سے تشابہ ہونے کا علم ہے بقدر طاقت بشری کے۔ پانچویں تعریف بلحاظ اس کی فضیلت کے ہے اور یہ ارسطاطالیس سے اخذ کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ فلسفہ فن الفنون اور علم العلوم ہے چھٹی تعریف بہ لحاظ اصل کے ہے اور دوسری کی طرح فیثاغورث سے منسوب کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ فلسفہ محبت عقل ہے۔

بعض اوقات ان کے ساتھ ساتویں اور آٹھویں تعریفیں بھی شامل کی جاتی تھیں۔ لیکن ساتویں تعریف اطبا کی تھی۔ جنکی دانست میں علم طب فلسفہ اجسام تھا اور فلسفہ علم معرفت ارواح تھا۔ اس پر فلسفی مذاق کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے یہ ایسی تعریف ہے جیسے تانبے اور سونے کا تبادلہ اور اس میں وہ شے جس کی تعریف کی گئی ہے بہ نسبت اس شے کے جس کے ذریعے تعریف کی گئی ہے زیادہ واضح ہے۔

آٹھویں تعریف افلاطون سے لی گئی ہے جو کتاب تھئیٹیٹس میں فلسفہ کو نہایت عمدہ سرود کہتا ہے۔ اور جس سے اس کی یہ مراد کہ فلسفہ روح کے عقلی، غضبی، حیوانی اور نفسانی حصوں کا تطابق ہے۔

سقراط کی دانست میں فلسفہ وہ علم ہے جو موجودات کے علل اور اصول کی بابت بحث کرتا ہے اور جس سے اسکو اشیائے لاہوت اور ناسوت اور ان کے اسباب کا علم ہوتا ہے۔

تعریفات متاخرین

فلسفہ معلومات کا علم ہے۔ بذریعہ ان کی علل کے (ہوبس)۔ فلسفہ اشیائے ممکنہ کا علم ہے۔ بہ لحاظ ان کے ممکن ہونے کے (ولف)۔ فلسفہ ان اشیائے کا علم ہے جنکا استخراج اصول اولیہ سے ہونا چاہیئے یعنی بدیہیات سے (ڈیکارٹ)۔ فلسفہ واقعات محسوسہ اور مجردہ کا علم ہے (کونڈی لاک)۔ فلسفہ کافی دلائل کا علم ہے (لائب نٹز)۔ فلسفہ ان تعلقات کا علم ہے جو بشری عقل کی ضروری غائتوں اور عام علم کے مابین ہیں (کینٹ)۔ فلسفہ انا یعنی ذہنی شخصیت کی صورت اصلی کا علم ہے (کرگ)۔ فلسفہ علموں کا علم ہے (فکٹی)۔ فلسفہ وجود مطلق کا علم ہے (شیلنگ)۔

فلسفہ واقعات صادقہ کا علم ہے۔ عام اس سے کہ وہ واقعات ذہنی ہوں یا مادی اور چونکہ یہ واقعات ذہنی کا علم ہے اس لئے سب سے افضل ہے اگر فلسفہ ملکہ علوم ہو (لارڈ بیکن)۔

یہ تمام تعریفات اگرچہ بالکل غلط تو نہیں ہیں تو بھی اس قدر مبہم ہیں کہ ان سے ہمیں ان کے معمول کا ٹھیک ٹھیک علم حاصل نہیں ہوتا یا ایسی یکطرفہ ہیں کہ ان میں وہی بات شامل نہیں جو ہونی چاہیئے تھی۔ یا وہ اس قسم کی ہیں کہ ان سے کسی طرح کی ابتدائی واقفیت حاصل ہوتی اور یہ صرف اسی وقت سمجھ میں آسکتی ہیں کہ جب ہمیں اس شے کا علم ہو جائے کہ جس کی وہ توجیہ کرتی ہیں۔

فی الحقیقت فلسفہ کی کافی تعریف کرنا شاید ناممکن ہو۔ کیونکہ فلسفہ جسکی تعریف ہم نے کرنی ہے ایسے واقعات پر مشتمل ہے جو ایک ہی تعریف میں نہیں آسکتے۔

وجہ یہ ہے کہ اس پر ایک اعتبار سے غور نہیں کیا جا سکتا۔ بعض وقت اس کو تفکری خیال کیا جاتا ہے





یعنی بلحاظ اس تعلق کے جو اس کو انسان کی عقل اور قوائے متفکرہ وعلمیہ سے ہے۔ بعض وقت اس کو عملی خیال کیا جاتا ہے بلحاظ اس تعلق کے جو اسکو انسان سے بحیثیت ایک اخلاقی عامل ہونے کے ہے اور بعض وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں نظر اور عمل دونوں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں فلسفہ کو ہم بلحاظ شے خارجی کے خیال کر سکتے ہیں۔ یعنی جب ہم یہ خیال کریں کہ فلسفہ واقعات معلومہ کا ایک مجموعہ ہو اور بحیثیت کیفیت ذہنی کے بھی خیال کر سکتے ہیں۔ یعنی جب ہم یہ کہیں کہ فلسفہ ذہن کی ایک صفت یا عادت ہو۔ جب عوارض ایسے ہیں تو مجھے مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ میں فلسفہ کی تعریف کرنے کی کوشش کروں۔ تو بھی میں اس مدعا کے پورا کرنے کی کوشش کرونگا۔ جو ہر تعریف میں مد نظر ہوتا ہے یعنی میں آپ صاحبان کو حتی الوسع صحت سے (اگرچہ موضوع کی ماہیت کیسی مبہم ہے) سمجھا دونگا کہ فلسفہ سے کیا مراد ہے؟ اور کون کون سے علوم فی الحقیقت اس کے احاطہ میں شامل ہیں +

انادی اشیاء

گذشتہ سے پیوستہ

پس اب ہر شخص کا فرض کہ جب کسی چیز کی ازلیت کا سوال پیش ہوتا ہے تو فوراً مذکورہ بالا کسوٹی کیطرف رجوع کریں اور اس چیز کو اس پر کس کر دیکھ لیں کہ آیا وہ ازلی ہے یا نہیں۔ اسی طرح ان تو اشیاء یعنی جیو۔ جیو کے کرم۔ پرکرتی۔ کائینات۔ وید۔ ویدوں کے الفاظ۔ دنیا بھر کے الفاظ۔ اکاش۔ شبدھ اور موکش میں سے ہر ایک کو پرکھ سکتے ہیں کہ آیا ان سب میں یا ان میں سے کس میں وہ تمام شرائط یا امور جو ازلیت کے اس معنی یا معیار۔ یا کسوٹی میں موجود ہیں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ یا یوں کہیں کہ ازلیت کے مفہوم میں جو ایشور میں ہے اور ازلیت کے اس مفہوم میں جو دیگر ازلی اشیاء میں ہو نسبت تساوی کی ہو یا تباین کی یا عموم وخصوص مطلق کی یا عموم وخصوص من وجہ کی ہو۔ اگر نسبت تساوی کی ہے تو واقعی وہ چیز ازلی ہو کیونکہ نسبت تساوی میں نقص نہیں ہوتا۔ مگر باقی نسبتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو مفہوموں کے درمیان کسی نہ کسی میں کوئی نقص یا کمی ضرور ہے۔ پس اگر ان نو اشیاء میں سے ہر ایک شے کو ایشور پرماتما کے مقابلہ میں جو ازلیت کی کسوٹی ہے دیکھا جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ اس چیز میں ازلیت کے تمام شرائط یا کمالات موجود ہیں تو ہماری دانست میں اس چیز کے ازلی ہونے سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ لازمی امر ہے کہ اس میں ایشور کے گن کرم اور سوبھاؤ موجود ہوں۔ کیونکہ ایشور ازلی ہے اور اس کے گن کرم اور سوبھاؤ بھی ازلی ہیں

چلتے چلتے اس امر کو بھی ظاہر کر دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی نے اگرچہ ان چیزوں کو ازلی مانا ہے اور اس کو ایسے طور پر پیش کیا ہو کہ گویا ان چیزوں کا ازلی ہونا ویدک سدھانت ہو۔ مگر ویدوں کے یعنی منتر سنتھاؤں میں سے ایک حوالہ بھی نہیں دیا جس سے آپ کے دعوے کا ثبوت ہو۔ بلکہ کھٹ درشنوں۔ دیاکرن۔ اپنشدوں۔ براہمناؤں یا کسی اور غیر ویدک کتابوں سے دل کھول کر حوالہ دیئے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ چیزوں کے انادی ہونے کی تعلیم ویدک نہیں بلکہ اتہاسک اور پورانک ہے۔ کیونکہ پنڈت جی لکھتے ہیں کہ "منتر سنتھائیں جو چار وید کے نام سے مشہور ہیں مستند بالذات ہیں اور ان کے علاوہ براہمن نام کی کتابیں جن میں ان کی مشرح ہے جہاں تک وید کے مطابق ہیں مستند ہیں" (دیکھو مکا صفحہ ۱۰ و ۲۹۲) اور کہ براہمنوں ہی کا نام اتہاس وغیرہ پایا جاتا ہے نہ کہ شریمد بھاگوت وغیرہ کا۔ وجہ یہ ہو کہ براہمنوں میں اتہاس موجود ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۷۵ و ۱۰۷) اس طرح اپنشد بھی وید ہونے سے خارج ہیں۔ بخوف طوالت یہ مضمون یہاں ہی پر تحریر ختم کی جاتی ہے +

راقم بندہ۔ امر سر ھو از قصور۔

رتبہ نسوان و اسلام

یہ تو ہر کس و ناکس کو معلوم ہے کہ قوم و ملت کی ترقی و تنزل کا حصہ بہت کچھ عورت ذات پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اولاد پر جس قدر ماں کا اثر ہوتا ہے اور کسی کا نہیں ہوتا بچہ کی ابتدائی تربیت زیادہ تر والدہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے پس جیسی بنیاد یہ والدہ ڈالیگی ویسی آئیندہ عمارت کھڑی ہوگی۔ شیطان کے فرزند اس سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ خدا کے فرزند اس سے صادر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے عورت کی جو قدر و منزلت کسی قوم و ملت میں ہوگی اسی کے مطابق اس قوم و ملت کا استقبال ہوگا۔ چنانچہ ۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے اخبار مسلم نے اس کو بخوبی ظاہر کر دکھایا۔ بہتوں نے ایک سے زیادہ بیویاں کیں جن کے باعث ان پر آمدنی سے زیادہ بار اخراجات کا پڑیگا اور یہ بات مسلمانوں کی مجلسی حالت کے بگاڑ میں بیطور لا نحابت ہوئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلا اہل و اشد ضرورت کے ایک بیوی کی موجودگی میں (دوسری) بیوی کرنے سے مسلمانوں کو جانی۔ مالی اور مجلسی نقصانات پہنچتے رہے ہیں۔ یہ کثرت ازدواج کے نتیجے ہیں۔ ان بد نتائج کو دیکھ کر ترکوں نے "تعدد ازدواج کو خیر باد کہدیا۔ ایک سے زیادہ بیوی کرنیکی قانوناً ممانعت کردی"۔ اب کسی مذہب کی آڑ لیکر خواہ مخواہ کثرت ازدواج کی حمایت کرنا محض نادانی ہوگا۔ مسٹر امیر علی اور سر سید احمد خاں جیسے بزرگ بھی کثرت ازدواج کے خلاف تھے۔ کثرت ازدواجی عورتوں کی قدر و منزلت کو تباہ کر دیتی ہے۔ اس لئے اس مخرب الاخلاق بدی کو مذہب کی پناہ میں لینا سراسر

گناہ ہوگا۔

عورتوں کی گراوٹ اور پستی اور اُن کی اولاد کے ضعف و کمزوری کا باعث بچپن کی شادی ہے۔

عیاں راچہ بیاں۔ صغرسنی میں جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ سدا مریض اور کمزور رہتے ہیں اور خود ماں دو چار بچے جننے کے بعد ناکارہ قبل از وقت بڑھیا ہو جاتی ہے چنانچہ ترکوں نے یہ قانون ٹھہرایا کہ لڑکی کی شادی سولہ سال کی عمر سے پہلے اور لڑکے کی شادی ۱۸ سال کی عمر سے پہلے ہرگز نہ ہو۔ یہاں تو ہندوستانی مسیحیوں کو بھی ترکوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کے ہاں ایکٹ شادی کی رو سے لڑکی کی عمر ۱۳ سال کی اور لڑکے کی عمر سولہ سال کی ہونی چاہیئے۔ ہندوؤں کی طرح بعض مسلمان خاندانوں میں بھی صغرسنی کی شادی کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔ لیکن کوئی معقول پسند مسلمان اسے ایسا نہ سمجھے گا۔ اور صغرسنی کی شادی کے بد نتایج سے آگاہ ہو کر اس رسم بد کی بیخ کنی کے در پے ہوگا۔ مسلمانوں میں اس اصلاح کا سہرا ابھی ترکوں کے سر بندھا شاباش اے بہادر قوم۔ اے ہندی مسلمانوں مرد بنو۔ بقول شخصے مرد باش یا پائے مرد باش۔ اس بہادر قوم کی تقلید ہی کرلو۔

عورتوں کی بیوفائی مشرقی ممالک میں ضرب المثل ہوگئی۔ کسی کا قول ہے۔

ایں بے خرداں زن و نامی طلبند
اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید

عورتوں کی بے وفائی پر کتابوں کے طومار لکھے گئے۔ الف لیلہ اس کی ایک مثال ہے۔ حجاب و برقع کا رواج غالباً اسی وجہ سے ہوا۔ آجکل جن لوگوں نے برقع نامہ پڑھا ہوگا وہ جانتے ہونگے کہ اس برقع میں عورتوں نے کیا کیا خرابی پیدا کی۔ ترکوں نے اس میں بھی اصلاح کر کے عورتوں کی بے اعتباری اور پستی کے داغ کو بہت کچھ دور کر دیا۔ آجکل ترکوں میں جو ترقی عورتوں نے کی ہے اور اُن کی جو کایا پلٹ رہی ہے۔ اس کا ذکر ہم پھر کرینگے۔

جے۔ علی بخش۔

ایم۔ ای مشن علاقہ بٹالہ کی سالانہ کانفرنس و سمر سکول

۲۲ ستمبر لغایت ۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء

امسال بھی حسب معمول علاقہ بٹالہ کی سالانہ کانفرنس موضع علی وال میں فراہم ہوئی۔ مبلغین و مسیحیان علاقہ کے واسطے مکان مشن کے احاطہ میں تنبو اور چھولداریاں نصب تھیں اور ضلع کی بورڈ کے پرائمری سکول کا مکان اُن کے مطالعہ و تلاوت کے واسطے عاریتہ لیا ہوا تھا۔ مکان مشن کے وسیع صحن میں دو شامیانے دعا و بندگی کے واسطے ایستادہ کئے گئے تھے اور مقررہ اصحاب کی خاطر جو دیگر علاقوں سے درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کے واسطے مدعو تھے۔ محکمہ نہر کا ڈاک بنگلہ کرایہ پر لیا گیا تھا اور یہ سب جناب ڈی۔ ایس پادری ڈانی ایل صاحب کی قابلیت اعیان فرانسی اور حسن انتظام کا نتیجہ تھا۔ غرضیکہ رہایش و خوراک کا کل انتظام خاطر خواہ اور تسلی بخش تھا۔

اول روز علاقہ کے مسیحی چوہدریوں کا جلسہ تھا جو کہ اپنے سادہ مگر صاف اجلے لباس میں عین وقت پر حاضر ہو گئے۔ جناب ڈاکٹر کیزر صاحب نے ان کو کلام اللہ شریف میں سے روحانی خوراک سے خوب سیر کیا۔

بعدہ ڈاکٹر کیزر صاحب۔ ڈاکٹر وحل صاحب۔ پادری کلارک صاحب (چرچ مشن) اور مسٹر جلال الدین (امریکن مشن) نے حاضرین جلسہ پندرہ روز تک کلام پاک میں سے مختلف مؤثر اور گوناگوں پیغامات سنائے اور حاضرین نے بہت عمل اور روحانی فائدہ حاصل کیا۔

گانے والی منڈلی کے خوش الحان اور خوش نوا گانے والوں نے نئی نئی غزلوں اور اعلیٰ درجہ کی دل خوش کن راگنیوں اور حمد باری کے ترانوں سے حاضرین کو مسرور کیا اور اُن کے روحانی جوش کو تازہ اور زندہ کیا۔

دعائیہ ہستیوں نے اس ستھرے بیج کو جو لاریب صاف و تیار زمین میں بویا گیا تھا اپنی شب و روز کی پُرجوش اور متواتر دعاؤں سے خوب سینچا اور تر رکھا۔ جو بالیقین بے ثمر نہ رہیگا۔ بہنوں کے لئے بھائیوں کے ساتھ اور ان سے الگ بھی تعلیم کا بندوبست تھا۔ مس کرسٹنسن صاحبہ۔ برامارتھا صاحبہ اور مسز ڈانی ایل صاحبہ باری باری کل مستورات کو بائبل سکھاتیں اور کئی ایک اور مفید کتب پڑھاتی تھیں اور مسز گوہر مسیح صاحبہ بیماروں کی خبرگیری اور دوائی دارو پر مامور تھیں۔ آپ کی مہربانی سے ہر صبح چراُتہ کے جام اُٹھتے تھے۔ جس سے حاضرین کی صحت ایام کانفرنس میں عموماً اچھی رہی۔ اس لئے خدا کی تعریف ہو۔

امتحانات ہوئے اور سب امتحان دینے والے کامیاب نکلے۔

آخری روز کی شام کو پاک عشاء کی پاک رسم منائی گئی۔ کئی ایک بپتسمے ہوئے۔ اور چند ایک نئے ممبر کلیسیا میں شامل کئے گئے۔ اس روز مسٹر ڈانیل لبھو مل صاحب انسپکٹر کرسچن کوآپریٹو بنکس ایم۔ ای مشن کے باقاعدہ ممبر قرار پائے اور علاقہ بٹالہ میں آنریری ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ سنڈے سکولز مقرر کئے گئے۔

امید ہے کہ اس اعزازی منصب کو بھی بھائی اپنی معمولی سرگرمی اور تندہی سے انجام دینگے۔

ایام کانفرنس میں شخصی کام بھی کافی ہوا۔ ہر

شب کو غیر مسیحیوں کی کثیر تعداد گراموفون اور مسیحی بھجن سننے جمع ہو جاتی تھی جنہیں نجات کا پیغام نہایت تپاک اور شائستگی سے سنا دیا جاتا تھا۔ ۶ اکتوبر کی صبح کو کانفرنس برخاست ہوئی۔ اور جناب ڈی ایس صاحب نے سب کو خوشی خوشی وداع کیا۔ ہاں یاد آ گیا۔ کانفرنس میں لفظاً بعنڈی خاص دلچسپی اور اہمیت رکھتا تھا۔

ایرک ڈائی ایل۔ بٹالہ۔

خبریں

دنیا کی عجیب مرغیاں۔ جنوبی آسٹریلیا میں مسٹر سی۔ بی۔ برگلسیئر کے پاس ایک مرغی ہے جو ۳۶۵ دنوں میں ۳۳۹ انڈے دیتی ہے۔ ایک اور مرغی نے سال میں ۳۴۲ انڈے دیئے ہیں۔ ہندوستان کی بازاری قسم کی مرغیاں دن میں دو انڈے دیتی ہیں۔ مگر یہ معمولی انڈوں سے کسی قدر مختلف ہوتے ہیں۔

زمانہ صلح میں بیکاری کی آفت۔ اس میں کلام نہیں کہ صلح کا زمانہ ایک رحمت الٰہی سمجھا جاتا ہے۔ پر اگر دوسری طرف غور کر کے دیکھو تو صلح کا زمانہ دنیا کے ہر ایک ملک میں آفت و فاقہ کشی اور بیکاری کے شکاروں کے لئے مصیبت خیز زمانہ ہو جاتا ہے۔ جنگ یورپ کے بعد سے بیکاروں کی حکایات دنیا سُنتی آئی ہے۔ امریکہ جیسے دولتمند ملک کے ایک شہر نیویارک میں آج کے دن ۳۰ لاکھ بنی آدم بیکار اور فاقہ کش ہیں۔ اگر امریکہ میں بیکاروں کی یہ حالت ہے تو دنیا کے دیگر ممالک خصوصاً ہند میں بیکاروں کے شمار اور اُن کی مصیبت پر غور کرو کیا زمانہ جنگ غریب غربا اور بیکاروں کے لئے ایسا ہی رحمت خدا نہیں تھا جیسا کہ زمانہ امن دولتمندوں اور سرمایہ داروں کے لئے خدا کی رحمت پہنچاتا ہے؟

آدمی ایک ہزار برس سے زائد عمر تک جی سکیگا انسولین دوا کی دریافت کے ساتھ سائنسدان علماء نے اپنی کوششوں اور امیدوں کی انتہا اور مقصود میں انسان کی عمر درازی کے اہم مقصد کو بھی داخل کر لیا ہے۔ یا یوں کہیں کہ بنی نوع انسان کی زندگی کے آگے سے موت کی قوت کے لشکروں کو شکست فاش دینے کا مصمم قصد و ارادہ سائنسدانوں نے کر لیا ہے۔ بعض اسباب و ذرائع کی بنیاد پر انہوں نے فی الحال اخباری دنیا میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ انسان ایک ہزار برس تک جی سکیگا۔ ان کا خیال ہے کہ انسولین کی دریافت انسانی عمر درازی کی طرف پہلا قدم ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ بنی نوع انسان بہت جلد انجیلی الفاظ میں موت پر فتح کے شادیانے بجائیں۔

چھ حواس کے انسان۔ ابتداء سے بنی نوع انسان اور لکھے پڑھے لوگ آج تک انسان کے پانچ حواس مانتے تھے۔ پر اب کچھ عرصہ سے علماء نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ چھٹا حواس عملی طور سے وائرلیس ہے۔ یہ انسانی تفنن کا نتیجہ تو ہے پر قدرتی حواس سے کسی بات میں کم نہیں۔

آدم خور انسان۔ پپوآ نیوزیلینڈ کا ایک حصہ ہے جو انگریزی حکومت کے ماتحت ہے۔ وہاں آج تک آدم خوری ہوتی ہے۔ وہ لوگ اپنے دشمنوں کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ اس کو کمال بہادری اور شجاعت خیال کرتے ہیں۔

صوبہ بمبئی کی مسلم خواتین کا جلسہ پونہ ۲۱ اکتوبر۔ صوبہ بمبئی کی مسلم تعلیمی کانفرنس کے سلسلہ میں مسلمان خواتین کا ایک جلسہ کل مسٹر یعقوب میر محمد کے مکان پر ہوا۔ بیگم نفیس دلہن صاحبہ جو نواب صدر یار جنگ بہادر کی اہلیہ ہیں اپنے خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ انہیں مجلسی رسومات میں اصلاح کی سخت ضرورت ہو اور یہ ضرورت صرف باقاعدہ اور مکمل تعلیم سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن اس تعلیم کے ساتھ مذہبی ہدایات کا شامل ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ پردہ کے متعلق جسے تعلیم میں سدِ راہ تصور کیا جاتا ہے۔ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ پردہ اسلام نے ان پر لازمی ٹھہرایا ہے اور وہ اس کو کسی صورت میں ترک نہیں کر سکتیں۔ پنجاب میں خواتین نے ہمارے لئے مثال قائم کر دی ہے۔ کہ پردہ ترک کئے بغیر بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔ آگے چلکر آپ نے فرمایا کہ اگر تعلیم مسلمان خواتین کو امور خانہ داری کے سرانجام دینے کے ناقابل کر دے تو اس تعلیم کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ مسز مولوائی نے جو خان صاحب ایم۔ اے مولوائی کی اہلیہ ہیں کارکنوں کے شکریہ کا رزولیوشن پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت آ گیا ہے کہ ہم مسلمان عورتیں ٹرکی اور مصر کی بہنوں کی مثال کی پیروی کریں اور ہندوستان سے باہر اسلامی دنیا جن انقلابات میں سے گذر رہی ہے اُس کا بطور کاہل تماشبینوں کے ہی ملاحظہ نہ کریں۔

آپ نے حاضرین سے پُرزور درخواست کی کہ ترکی بہنوں کے نقش قدم پر چلو اور مصر کی ہم مذہب بہنوں کی پیروی کرو۔

اس کے بعد مس زبیدہ خاتون نے صدر کے شکریہ کا رزولیوشن تجویز کیا اور کارروائی جلسہ بخیر و عافیت ختم ہوئی۔

رنگون ۲۱-اکتوبر۔ مسٹر اور مسز کلیسی پر برچھی سے قاتلانہ حملہ کرنے اور ارادتاً ضرب شدید پہنچانے کے الزام میں چار بودھ پجاری اور ایک معمولی آدمی زیرِ حراست تھے۔ آج اُن کا مقدمہ غربی سب ڈویژن کے روبرو پیش ہوا۔

گواہان استغاثہ جن میں مسٹر اور مسز کلیسی بھی شامل تھے۔ لیکن وہ تا حال ہسپتال میں ہیں غیر حاضر تھے۔ لہٰذا مقدمہ ۵ نومبر پر ملتوی کیا گیا اور

بلا ضمانت حوالات میں بھیجا گیا ہے۔

لنڈن ۲۱-اکتوبر۔ مسٹر ڈی ویلرا نے اعلان کیا ہے کہ شمالی گورنمنٹ کے اتناعی حکم کے باوجود بھی وہ کریمن نیوری علاقہ السٹر میں داخل ہونگا اور مقامی حامی جمہوریت امیدواروں کے انتخاب کی حمایت میں تقریر کرونگا۔

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ڈبلن لکھتا ہے کہ السٹر کے وزیر داخلہ نے پچھلے ہفتہ اعلان کیا ہے کہ مسٹر ڈی ویلرا شمالی علاقہ میں داخل ہونگے تو اُنکو نوٹس دیا جائیگا۔ اگر اُنہوں نے نوٹس کی تعمیل نہ کی تو اُن کو گرفتار کر لیا جائیگا۔

لنڈن ۱۰ اکتوبر۔ اخبار ہند کے نام ایک خاص بحری تار آیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے بیلیکس کی طرف سے جو شخص ناٹنگ راسکے نامی امیدوار کھڑا ہوا ہے وہ مشہور انقلاب پسند مسٹر ایم این رائے ہے۔ مسٹر ایم این رائے ابھی تک جرمنی میں ہے۔ سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ مزدور گورنمنٹ کے قیام پر اس نے انگلستان آنے کی اجازت چاہی تھی۔ لیکن اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

رالی برادرس اینڈ کمپنی کے جیوٹ گودام میں پچھلی رات آگ لگ گئی۔ نقصان تقریباً ½ لاکھ روپے کا ہوا ہے۔

جدہ ۲۰ اکتوبر۔ معززین کی کونسل وہابیوں کے ساتھ مصالحت کی گفت و شنید کر رہی ہے اس گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ جب تک دنیا بھر کے مسلمانوں کا کنونشن کوئی فیصلہ نہ کرے تب تک کچھ سمجھوتہ ہو جانا چاہئے۔ امیر علی کی منظوری سے ایک چٹھی بھیجی گئی ہے جس میں وہابیوں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ جدہ کے سر برآوردہ باشندوں سے ملاقات کریں۔

دہلی ۲۱ اکتوبر۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سوراجی مہاتما گاندھی کے ساتھ ملاقات کر کے کھدر والے فقرہ کے متعلق جو آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے پاس کیا ہے۔ بحث مباحثہ کر رہے ہیں اس فقرہ کے رو سے ہر ممبر کانگرس اس امر کا پابند ہے کہ وہ ۲ ہزار گز سوت کاتے۔ سوراجی اس فقرہ کو منسوخ کرانا چاہتے ہیں۔

راولپنڈی میں ہولناک قتل۔ اگلے دن رات کے وقت نور محمد ریلوے کلرک کو کسی نے قتل کر دیا۔ مقتول جوان صالح تھا۔ وجوہات قتل نامعلوم ہیں قاتل مفرور اور پولیس مصروف تلاش ہے۔

اسکندریہ ۱۶-اکتوبر۔ امیر علی کی طرف سے مصالحت کی گفتگو کرنے سے انکار کر دینے کے باوجود ابن سعود کی یہ خواہش ہے کہ ہندوستانی اور مصری مسلمانوں کی کانگرس منعقد کر کے مسئلہ حجاز پر بحث مباحثہ کیا جائے۔ توقع کی جاتی ہے کہ نجد کے دار الخلافہ میں جنگ کی کونسل اس کا فیصلہ کریگی۔

کلکتہ ۱۸-اکتوبر۔ جنپاس سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ۴۴ کو لی عدم ادائیگی ٹیکس کے متعلق گرفتار کر کے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ڈپٹی کمشنر کے روبرو پیش کئے گئے اور باقیوں کو ضمانت پر رہا کر کے مقدمہ ملتوی کیا گیا ہے۔

لنڈن ۱۱-اکتوبر۔ پادری لنیوڈ وزیر خارجہ لنڈن مشنری سوسائٹی نے مانچسٹر کی ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ردعمل میں گورنمنٹ کا یہ ضروری جزو نہیں ہوتا کہ انسان اس قابل ہو سکے کہ جو شخص غلطی کرے اُس کو ٹھوکر لگا سکے۔ ہندوستانی اُس وقت ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ یہ اُن کا قصور نہیں کیونکہ وہاں انگریز موجود ہیں۔ لیکن میں ذاتی طور پر ہندوستانیوں کے اس جواب پر اعتماد نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اس کونسل اور اسمبلی پر خواہ کیسی ہو بہت اعتماد ہے۔ جو عوام کو اجازت دیتی ہے کہ اکٹھے ہو کر کسی معاملہ پر گفت و شنید یا سوچ بچار کر سکیں۔ ہندوستانیوں کو جس قدر زیادہ طاقت سے اکٹھے ہونے اور بحث کرنے کی اجازت دی گئی ہے اسی قدر زیادہ مفید نتائج برآمد ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وس میں سے نو موقعوں پر اظہار خیالات کے باعث گورنمنٹ کی بری حالت بہتر ہو گئی۔ حکومت میں ہو دیانتدار انہ بیان کو سب سے مقدم سمجھا جاتا ہے اور ہندوستان میں ہماری مشکلات کا باعث بری گورنمنٹ نہیں ہے بلکہ محبت و اخلاق کی عدم موجودگی ہے۔

پادری گرے سکریٹری برٹش اینڈ یونین نے کہا کہ ہندوستان میں ہماری ناکامیابی کا سب سے بڑا باعث دوستانہ تعلقات کی عدم موجودگی ہے۔ ملک میں بے اطمینانی پھیل رہی ہے۔ اور ہندوستانی انگریزوں کی فوقیت تسلیم کرنے کو آمادہ نہیں۔ ہندوستان میں آئے ہوئے انگریزوں کے لئے میرے دل میں بہت عزت ہے۔ مگر ان میں بہت تھوڑے اور وہ بھی خاصکر عورتیں ہیں جنہیں معلوم ہے کہ ہندوستانیوں سے کس طرح مناسب برتاؤ کرنا چاہئے۔

سیلاب اور گنگا کی طغیانی کے ۳ ہزار مصیبت زدوں کو ضلع نادیہ میں اور ۲ ہزار سے زیادہ مصیبت زدوں کو ضلع کانپور میں گنگا کی دونوں طرف سے بچایا گیا ½ ۲ ہزار مویشی بھی بچائے گئے۔

تحقیق الاسلام کی درخواستوں کی تعداد ۱۳۰ پڑھنی چاہئے۔ لیکن صفحہ ۴ پر کے عنوان میں ۲۸ درخواستیں غلطی سے درج ہوگئی ہیں۔ ایڈیٹر

نسل انسانی کے ہبوط

پر

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے خیالات کی تنقیح

جناب مدیر صاحب نور افشاں تسلیم! جس مضمون کا جناب مولوی پادری سلطان محمد پال صاحب نے جواب دیا ہے وہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ نے اس مضمون بالا پر اپنے خیالات کو اپنے پندرہ روزہ اخبار انگریزی "دی لائٹ" کے ۱۶ مئی کی اشاعت میں ظاہر فرمایا ہے۔ ذیل میں اس مضمون کے اقتباسات درج ہیں۔

"مسیحی مذہب کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان گناہ میں پیدا ہوتا ہو۔ یہ وہ بنیاد ہو جس پر مسیحیت کی عمارت کا انحصار ہو۔ باقی تمام فروعی تعلیمات مثلاً کفارہ مسیح کی ابنیت "تثلیث" اس بنیاد پر قائم کی گئی ہیں۔ . . . . .

اس مسیحی تعلیم کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر انسان ابدی دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ کیونکہ فطرتاً وہ شیطان کا غلام ہے اور اس کی خواہشات بدی کی طرف مائل ہیں۔ . . . . .

یہ تعلیم خدا کی دانش کے متناقض ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ بے گناہی کی طرف کوشاں رہے۔ اور وہ یہ کوشش کیسے کر سکتا ہو جس حال وہ گناہ میں پیدا ہوتا ہے . . . . . یہ تعلیم خدا کے انصاف کے متناقض ہو۔ . . . اور اس کے رحم کے منافی ہے . . .

ہم اس خدا کو کیا نام دیں جو ہر نا بپتسمہ یافتہ بچے کو دوزخ کے شعلوں میں جھونک دیتا ہو۔ اس سے زیادہ لعین کون شخص ہوگا جو نوزائیدہ بچے کو عذاب دے۔

یسوع مسیح کے دل میں ایسا خیال کبھی آ ہی نہیں سکتا تھا وہ بار بار کہتا ہے کہ چھوٹے بچے خدا کی بادشاہت کے لائق ہیں۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم نہ پھرو اور بچوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے" (متی ۱۸: ۳) "بچوں کو میرے پاس آنے دو اور انہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔ (متی ۱۹: ۱۴) **ایسی تعلیم جو چھوٹے بچوں کو غضب کا فرزند قرار دیکر تا ابد دوزخ کے حوالے کرتی ہے مسیح کی تعلیم کے عین نقیض ہے۔"**

ناظرین مندرجہ بالا اقتباس میں مولانا صاحب ایک طرف تو یہ فرماتے ہیں کہ "مسیحی مذہب کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر انسان گناہ میں پیدا ہوتا ہے" اور کہ "مسیحی مذہب ہر نا بپتسمہ یافتہ بچے کو دوزخ میں جھونک دیتا ہے"۔ اور دوسری طرف آپ کا اس بات پر زور ہے کہ "یسوع مسیح کے دل میں ایسا خیال کبھی آ ہی نہیں سکتا تھا" اور کہ انسان کا گناہ کی حالت میں پیدا ہونا "مسیح کی تعلیم کے عین نقیض ہے"۔ کیا "مسیحی مذہب کا بنیادی اصول" "مسیح کی تعلیم کے عین نقیض" ہو سکتا ہے؟ آپ نے ایک ہی مضمون میں ہم کو اور اپنے تمام ناظرین کو اجتماع ضدین کی مثال دکھادی۔

آپ یقین جانئے کہ آپ کے خیالات مسیحی مذہب اور مسیح کی نسبت تنقیح طلب ہیں۔ جیسا آپ خود مقر ہیں کہ "یسوع مسیح کے دل میں ایسا خیال کبھی آ ہی نہیں سکتا تھا"۔ تو پھر آپ کی عقل سلیم نے کیسے مان لیا کہ وہ تعلیم جس کا "خیال" بھی خداوند مسیح کے دل میں نہیں آ سکتا تھا اور "جو مسیح کی تعلیم کے عین نقیض ہے"۔ ایسی تعلیم "مسیحی مذہب کا بنیادی اصول" ہو سکتی ہے "جس پر مسیحیت کی عمارت کا انحصار ہے"؟ کیا آپ ہمارے خداوند کا وہ قول بھول گئے کہ "یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اس کے پھل کو بھی اچھا۔ یا درخت کو بھی برا بناؤ اور اس کے پھل کو بھی برا۔ درخت اپنے پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے"۔ (متی ۱۲: ۳۳) آپ درخت کو اچھا لیکن اس کے پھل کو برا بتاتے ہیں۔

دیکھئے صاحب آپ غلطی نہ کھائیں۔ جو خیال یسوع مسیح کے دل میں آ ہی نہیں سکتا وہ ہرگز ہرگز "مسیحی مذہب کا بنیادی اصول" نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایسے خیال پر "مسیحیت کی عمارت کا انحصار" ہو۔ جو تعلیم "مسیح کی تعلیم کے عین نقیض" ہے وہ ہرگز "باقی فروعی تعلیمات مثلاً کفارہ مسیح کی ابنیت "تثلیث" وغیرہ کی بنیاد" نہیں ہو سکتی۔ "مسیحیت کی عمارت کا انحصار" صرف خداوند مسیح کی زبان معجز بیان کے اقوال اور آپ کے مبارک افعال ہی ہو سکتے ہیں۔ اور اگر جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ "یا ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوشخبری کے سوائے کوئی اور خوشخبری سنائے" تو ہم ہرگز ہرگز نہیں مانینگے۔ خواہ ہم کو وہ "مسیحیت کا بنیادی اصول" ہی کیوں نہ بتایا جائے۔ آپ کی رائے آپ کو یا دوسرے علما کے خیالات ان کو گھاس اور پھول کی طرح شاداب۔ سرسبز اور خوشنما ضرور معلوم ہوتے ہونگے۔ لیکن گھاس مرجھاتی ہے۔ پھول کملاتے ہیں۔ پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک "قائم ہے"۔

احقر العباد ۔ برکت اللہ۔

لوشیا اور روپڑ کا اتحادی سمر سکول روپڑ میں

جناب پادری جے۔ ایف نیوٹن صاحب اور پادری آر۔ بی لو صاحب کی متفقہ رائے سے امسال روپڑ میں سمر اسکول فراہم ہوا۔ پروگرام کے مطابق انتظام تھا کہ ۲۶ اگست سے ۱۵ ستمبر تک سمر اسکول رہے۔ پر بارش کے سبب لودیانہ کے کارندے معہ خانہ داروں کے دورہ راہ میں پڑے رہے اور رات کے قریب دس بجے تک بے چارے بمشکل تمام پادری لو صاحب اور پادری نیوٹن صاحب کی محبت سے بذریعہ موٹروں کے روپڑ میں پہنچے۔ اس لئے جمعہ اور سنیچر کو کچھ کام نہ ہو سکا۔ اتوار کی عبادت اور سنڈے سکول بڑی

دھوم دھام سے ہوئے یکم ستمبر سے سمر اسکول شروع ہو کر ۱۴ ستمبر تک رہا۔ کیونکہ ۱۴ ستمبر کو پادری نیوٹن صاحب نے چلے جانا تھا۔ ذیل کے اوقات کے مطابق کام ہوتا تھا یعنے صبح ساڑھے سات بجے سے سوا آٹھ بجے تک بندگی جس میں باری باری مقررہ لیڈر عبادت لیتا تھا اور سوا آٹھ بجے سے دس بجکر ۴۵ منٹ اور ڈھائی بجے سے ۴ بجے تک ذیل کے مضامین سکھلائے جاتے تھے۔

پادری نیوٹن صاحب امثال اور یرمیاہ کی کتابیں اور پادری لوصاحب اناجیل کی تطبیق اور مسٹر سردار خاں صاحب تمثیلات کے سردار تھے۔

پانچ دن ذیل کے پانچ مضامین پر مختلف اصحاب نے تقریر کی اور سامعین میں سے دیگر اشخاص نے بھی اپنے اپنے خیالات اور تجربہ کا اظہار کیا۔ (۱) دیہاتی مسیحی مستورات کو سکھانا (۲) ہم اپنی روحانی زندگی کس طرح قائم رکھیں اور بڑھائیں۔ (۳) مسیحی ریت رسموں کو دیہاتی جماعتوں میں رواج دینا (۴) مسیحی چودھریوں کو پیدا کرنا اور کام میں لانا (۵) دیہاتی کلیسیا میں موجودہ برگشتگی کو روکنے کے طریقے۔

بازاری منادی بھی بڑے کروفر سے ہوتی تھی اور ہر اتوار کو شام کے وقت پادری لو صاحب کی کوٹھی پر سنڈے سکول اور گانا ہوتا تھا۔ ایک اتوار کا چندہ تھا۔ ہوم مشن کے لئے دس روپیہ ہوا۔ اور ایک مناظرہ در باز ادنی اور اعلیٰ مسٹر ڈیفر اور مسٹر برخیا کے مابین ہوا۔

چیرمین پادری نیوٹن صاحب تھے۔ پادری لوصاحب کی دعا سے جلسہ برخاست ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ خوب میل و محبت سے دن گذرے دعا ہے کہ تمام مضامین اور تجاویز پر خدا کی برکت ہوتی رہے۔ آمین۔

راقم خادم۔ ایم۔ سی نیوٹن گل۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کرتے رہیے۔

اُردو ٹریکٹ

چشمہ حیات کی شاخیں۔ یہ پادری رچرڈ نیوٹن صاحب کے ۱۲ رسالوں کا ترجمہ ہے

(۱) خوشی کی راہ (۲) مکڑیوں کا نمونہ (۳) بن ادنی رنگے کی علامت (۴) ٹیڑھی چیزوں کا سیدھا کرنا (۵) وہ شخص جو خدا کے نزدیک بزرگ ہے (۶) سوسن کی تعلیمات (۷) خدا کو دنیا (۸) عجوبہ چراغ۔ (۹) لڑکوں کی خاصیت کی پہچان (۱۰) زمانہ ہزار سال (۱۱) عمدہ سوداگری (۱۲) یسوع کی تعلیمات قیمت فی حصہ ۳ پائی۔ تمام حصص یکجائی مجلد صرف ۴ر

چمکنے والی پوشاک۔ اس مضمون پر اے۔ ایل او۔ ای کا ایک رسالہ کہانی کے پیرایہ میں صفحہ ۱۱ ۳ پائی

چھوٹا منہ بڑی بات۔ یا ہاتھ۔ کان۔ آنکھ و زبان کا دلچسپ مناظرہ جو چوتھی دفعہ چھپ کر فروخت ہو رہا ہے صفحہ ۱۲ ۶ پائی۔

چیدگی یا مسیح بادشاہ۔ فضیلت مسیح پر پادری اے۔ آر سیکڈٹ صاحب کا رسالہ جو برہمو سماج کے ممبروں کے لئے لکھا گیا ہے صفحہ ۱۳۔ ۳ پائی

دسواں حصہ خداوند کا ہے۔ دہ یکی کے متعلق تواریخی حالات اور مسیحی تعلیم صفحہ ۱۸۔ ۳ پائی

دقائق وحقایق در اصول مسیحی

دین کے چند بنیادی مسائل پر تبصرہ صفحہ ۱۰ ۳ پائی۔

المشتہر، سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور۔

ایم۔ ای مشن علاقہ بٹالہ کی سالانہ کانفرنس؛ موضع علی وال میں ۲۲ ستمبر سے ۷ اکتوبر تک قائم ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت آئندہ نمبر میں نذر ناظرین کی جاویگی۔ - اڈیٹر

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے نوندوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر:-

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۱ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

فیس خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم پانچ روپیہ۔ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ہے

کلاس فیس سرکاری کا تم ہو متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ انیں جو کشا ۱۰ سے ۱۲ تک کرو کو نول ۱۰ سے ۱۲ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں امپیریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا

